تازہ اطلاع ربوہ ۲۳ر اپریل۔ مکرم جناب پرائیویٹ سیکرٹری صاحب بذریعہ تار مطلع فرماتے ہیں کہ: کل حضور نے جمعہ پڑھایا۔ گذشتہ شام حضور کو کچھ بے چینی اور گھبراہٹ رہی۔ ... بفضلہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴ Regd. No. L.5254

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤتِیہِ مَن یَّشَاءُ
عَسٰۤی اَن یَّبعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحمُودًا

روزنامہ
الفضل
ربوہ
فی پرچہ ۱ر

یوم یکشنبہ ★ یکم رمضان ۱۳۷۴ھ

جلد ۴۴/۹	۲۴ر شہادت ۱۳۳۴ھ ★ ۲۴ر اپریل ۱۹۵۵ء	نمبر ۹۹

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ ۲۲ر اپریل۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق مکرم جناب پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کی طرف سے کل جو تار موصول ہوئی اس کا ترجمہ درج ذیل ہے:۔

کراچی ۲۱ر اپریل بوقت ساڑھے چھ بجے شام "گذشتہ چوبیس گھنٹوں میں حضور کی طبیعت بفضلہ اچھی رہی۔ لیکن آج صبح حضور نے بائیں بازو میں کسی قدر کھچاؤ محسوس فرمایا"۔

احباب حضور ایدہ اللہ کی صحت کے متعلق التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

ربوہ ۲۳ر اپریل۔ مکرم جناب پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کراچی سے ۲۱ر اپریل کی شام کے ساڑھے ۶ بجے تار دیتے ہیں۔ جو ربوہ میں آج صبح ۸ بجے ملا ہے۔ تار کا متن درج ذیل ہے:۔

"مرزا مبارک احمد صاحب اور امۃ المتین بیگم صاحبہ اور دیگر افراد کی پارٹی خیریت سے کراچی پہنچ گئی ہے۔ حضرت صاحب نے آج بھی حسب سابق عصر کی نماز پڑھائی"

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی صحت کے متعلق

حضور کا اپنا نوٹ

یوں طبیعت بہتر ہو رہی ہے مگر عارضی طور پر طبیعت گرتی ہے کل سے مرض کے بعض حصوں کی زیادتی معلوم ہوتی ہے یعنی بائیں بازو کی حرکت میں جو آسانی پیدا ہو گئی تھی اس میں کمی آ گئی ہے میٹھی بناتے وقت انگلیاں سیدھی ہونے لگ گئی تھیں اب پھر مڑنے لگ گئی ہیں۔ لیکن یہ فرق بھی ہے کہ پہلے میں بائیں ہاتھ کی مدد سے ازاربند باندھ نہیں سکتا تھا اب میں باندھنے پر قادر ہو گیا ہوں گو کسی قدر عجیب سا معلوم ہوتا ہے مگر باندھ لیتا ہوں اسی طرح پہلے بائیں ہاتھ کی انگلیوں میں پوری حس نہیں تھی جب انگلیاں کہیں ملاتا تھا تو معلوم ہوتا تھا کہ کچھ حس میں فرق ہے دائیں ہاتھ کی تشہد کی انگلی اور انگوٹھے سے چھوٹی چیزیں نہیں پکڑی جاتی تھیں۔ پھسل جاتی تھیں۔ اب تشہد کی انگلی اور انگوٹھے سے موتی پکڑ بھی لیتا ہوں اور اٹھا کر دوسری جگہ رکھ بھی دیتا ہوں مگر انگلیوں کے بند کرنے میں بدنمائی ابھی تک قائم ہے۔

احباب دعا کرتے رہیں اب ہمارے یورپ کی طرف سفر کرنے کا وقت قریب آ گیا ہے۔ آج یہ مشورہ کر رہے ہیں کہ وہاں کی سردی مضر تو نہیں ہو گی اس وقت تک ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ جنوبی یورپ کی سردی مضر نہیں ہو گی۔ بلکہ اگر گرمی کا خیال رکھا جائے تو مفید ہو گی کچھ دنوں سے بائیں کندھے میں بھی درد ہے جس کو ڈاکٹر محض تھکان قرار دیتے ہیں کہتے ہیں کہ بیماری کی وجہ سے خون کا دورہ پورا نہیں ہوتا۔ اس لئے جس بازو پر آپ زیادہ لیٹے رہتے ہیں۔ اس میں درد ہونے لگتا ہو ایک نمایاں فرق یہ ہے کہ جب وہ حملہ ہوا جسے فالج سمجھا گیا تھا تو اس کے بعد میں بائیں ہاتھ میں قینچی نہیں پکڑ سکتا تھا۔ اور انگلیوں میں اتنا ضعف تھا کہ میں قینچی کے سوراخوں میں انگلیاں اور انگوٹھا ڈال کر کھول نہیں سکتا، بند کر سکتا تھا۔ اس کے نتیجہ میں میں ناخن نہیں کاٹ سکتا تھا مگر اس وقت کہ میں حال لکھوا رہا ہوں میں نے قینچی کے سوراخوں میں ہاتھ ڈالا ہوا ہے اس کو کھول بھی رہا ہوں بند بھی کر رہا ہوں اور بعض دفعہ ناخن کاٹنے میں کامیاب بھی ہو جاتا ہوں۔

مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی

از کراچی ۱۹-۴-۱۹۵۵
بوقت ۹ بجے صبح

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۲۴ اپریل ۱۹۵۵ء

غلط باتیں

چند روز ہوئے "نوائے پاکستان" نے متعدد نوٹ بھارت کے روزنامہ "پرتاپ" کی ایک خبر کو توڑ مروڑ کر اور اس میں اپنی خواہش کے مطابق معنے بھر کر احمدیوں کے خلاف بددلی پھیلانے کی غرض سے لکھے تھے۔

"پرتاپ" نے اس خبر میں بتایا تھا۔ کہ قادیان میں سکونت پذیر احمدیوں نے حکومت سے اس مفہوم کی درخواست کی ہے۔ کہ چونکہ ہم شروع ہی سے بھارت میں رہتے آئے ہیں۔ اور بھارت کے شہری ہیں۔ اس لئے ہماری جائدادیں جو حکام نے غلطی سے ضبط کی ہوئی ہیں۔ اور شرنارتھی ان میں آباد ہیں ہمیں واپس دی جائیں۔ لیکن نوائے پاکستان نے اس خبر سے ایک نئی اور بالکل عجیب خبر یہ تراش لی۔ کہ پاکستان کے احمدیوں نے ایسی درخواست دی ہے۔ کہ وہ پاکستان سے بھارت جانا چاہتے ہیں نوائے پاکستان نے افترا میں یہیں تک بس نہ کی۔ بلکہ بھارتی اخباروں کا خیالی حوالہ بیان کر کے یہ بھی ایک نوٹ لکھ مارا۔ کہ بھارت کی حکومت اور پاکستان کی حکومت کوئی ایسا سمجھوتہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہیں جس سے پاکستان میں سکھوں کو اور قادیان میں احمدیوں کو بذریعہ تبادلہ آباد کیا جائے گا۔ بلکہ یہ غلط بیانی بھی کی۔ کہ ننکانہ میں سکھ اور قادیان میں جو احمدی اس وقت آباد ہیں وہ دونوں حکومتوں کے مابین سمجھوتہ کی وجہ سے آباد ہوئے تھے۔

یہ تمام باتیں افترا سے زیادہ درجہ نہیں رکھتیں۔ اور نوائے پاکستان کے مدیر محترم کے اپنے دماغ کی اختراع ہیں۔ اور ان باتوں میں سے کسی کو حقیقت کے ساتھ ذرا بھی تعلق نہیں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جو احمدی اس وقت قادیان میں بستے ہیں وہ تقسیم کے وقت سے ہی قادیان میں موجود ہیں۔ اور بھارت کے تسلیم شدہ شہری ہیں۔ یہ ایک ایسا واقعہ ہے جس کا پاکستان کے مخالفین کو بھی علم ہے۔ اور "آزاد" اور "زمیندار" جیسے اخبارات بھی احمدیوں کے قادیان میں اس طرح ڈٹے رہنے کے واقعہ کو تحسین و آفرین کے الفاظ کے ساتھ شائع کرتے رہے ہیں۔ اور ہمیں یقین ہے۔ کہ خود جناب مرتضےٰ احمد خاں صاحب کو بھی اس کا علم ہے۔ ورنہ وہ اس زمانہ کے مندرجہ بالا اخبارات کے فائل دیکھ کر معلوم کر سکتے ہیں

رہی یہ بات کہ نعوذ باللہ پاکستان کے احمدیوں نے ایسی کوئی درخواست دی ہے۔ اس کی ہم پہلے تردید کر چکے ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اس سے بڑھ کر غلط بیانی ہو ہی نہیں سکتی۔ ہم نے اخبار پرتاپ کی وہ خبر الفضل میں شائع کر دی تھی۔ جس کو توڑ مروڑ کر جناب مرتضےٰ احمد خاں صاحب نے اپنی خبر ایجاد کی تھی۔ اس پر نوائے پاکستان میں پھر یہ غلط بیانی کی گئی ہے۔ کہ پاکستان اور بھارت کی حکومتیں متذکرہ بالا تبادلہ کرنے کی تجویز پر غور کر رہی ہیں۔

ذیل میں ہم پرتاپ کا وہ جواب جو اس نے نوائے پاکستان کو دیا ہے نقل کر دیتے ہیں۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ "نوائے پاکستان" اپنے کردار سے اسلام اور پاکستان کو کس طرح بدنام کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ فھو ھذا

"معاصر نوائے پاکستان راوی ہے کہ مشرقی پنجاب کی حکومت مرزائیوں کی اس درخواست پر غور کر رہی ہے۔ کہ انہیں قادیان میں پھر سے آباد ہونے کی اجازت دی جائے۔ اور ان کی غیر متروکہ جائدادیں جو بحق سرکار ضبط ہو چکی ہیں انہیں واپس کر دی جائیں۔ اس اقدام کے بدلے میں حکومت پاکستان سے سکھوں کے لئے اسی قسم کے حقوق حاصل کئے جائیں۔ یعنے ان سکھوں کو جو پاکستان آ کر آباد ہونا چاہئیں ان کے مقدس مقامات مثلاً ننکانہ صاحب پنجہ صاحب وغیرہ میں آباد کر کے ان کی متروکہ جائدادیں انہیں واپس دلائی جائیں۔" یہ خبر دینے کے بعد معاصر اس پر ان الفاظ میں رائے زنی کرتا ہے۔ "جہاں تک مرزائیوں کے قادیان یا بھارت واپس جا کر آباد ہونے کا تعلق ہے۔ ہمیں اس پر اعتراض نہیں۔ لیکن اگر بھارت کی حکومت یہ چاہے۔ کہ اس کی اس مرزائیت نوازی کے بدلے میں حکومت پاکستان سکھوں یا ہندوؤں کے لئے ایسی سہولتیں مہیا کرے تو ہم کہیں گے کہ حکومت پاکستان کو اس قسم کا تبادلہ اجناس کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں کہ ہندوؤں اور سکھوں کو اپنی متروکہ جائدادیں واپس دینے لگے اور اس طرح مہاجرین کے حقوق پر اثر انداز ہو۔" معاصر کو مفت میں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ہماری سرکار کے سامنے کوئی تجویز نہیں کہ مرزائیوں کو کچھ مراعات دے کر وہی مراعات سکھوں کو پاکستان میں دلائے۔ مرزائیوں کی غیر منقولہ جائداد جو بحق سرکار ضبط ہو چکی ہے اس سکھ جائداد کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں۔ جو اس وقت پاکستان کے قبضہ میں ہے۔"

(پرتاپ ۲۴ مارچ ۱۹۵۵ء)

اس ضمن میں ہم ناظرین کی توجہ اس انکشاف کی طرف بھی دلاتے ہیں۔ جو حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے امیر مقامی ربوہ نے پرسوں کے الفضل میں "تاریخ احمدیت کا ایک اہم واقعہ" کے زیر عنوان شائع کرایا ہے۔ اور جس سے اس امر کی تصدیق ہوتی ہے۔ کہ احمدیوں نے پاکستان اور تمام مسلمانوں کے لئے کتنی بڑی اجتماعی قربانی کی ہے۔ اگر نعوذ باللہ احمدیوں کو پاکستان اور دوسرے مسلمانوں سے غداری کرنی ہوتی۔ تو اس سے موزوں تر موقعہ اور کونسا ہو سکتا تھا۔ افسوس ہے کہ احمدیوں نے تو دوسرے مسلمانوں سے اتنی وفاداری کی۔ اور نہ صرف ریاست چھوڑ دی۔ بلکہ عملاً پاکستان کے لئے انتخابات میں اور باؤنڈری کمیشن کے سامنے جدوجہد کی۔ جس کا ذکر فسادات پنجاب کی عدالت کے ایک جج نے جو باؤنڈری کمیشن کا بھی رکن تھا۔ چوہدری محمد ظفر اللہ خاں سابق وزیر خارجہ کی بے حد تعریف اپنی رپورٹ میں کی ہے۔ بعض مخالفین اسلام و پاکستان احمدیوں کو بدنام کرنے کے لئے غلط باتیں عوام میں پھیلاتے رہتے ہیں۔ جس کی ایک تازہ مثال "نوائے پاکستان" کے محولہ بالا افترائی نوٹ ہیں۔ رپورٹ کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

"احمدیوں کے خلاف معاندانہ اور بے بنیاد الزامات لگائے گئے ہیں۔ کہ باؤنڈری کمیشن کے فیصلے میں ضلع گورداسپور اس لئے ہندوستان میں شامل کر دیا گیا کہ احمدیوں نے ایک خاص رویہ اختیار کیا۔ اور چوہدری ظفر اللہ خاں نے جنہیں قائد اعظم نے اس کمیشن کے سامنے مسلم لیگ کا کیس پیش کرنے پر مامور کیا تھا خاص قسم کے دلائل پیش کئے۔ لیکن عدالت ہذا کا صدر جو اس کمیشن کا ممبر تھا۔ اس بہادرانہ جدوجہد پر تشکر و امتنان کا اظہار کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ جو چوہدری ظفر اللہ خاں نے گورداسپور کے معاملے میں کی تھی۔ یہ حقیقت باؤنڈری کمیشن کے کاغذات میں ظاہر ہو رہی ہے۔ اور جس شخص کو اس مسئلے سے دلچسپی ہو۔ وہ شوق سے اس ریکارڈ کا معائنہ کر سکتا ہے۔ چوہدری ظفر اللہ خاں نے مسلمانوں کی نہایت بے غرضانہ خدمات انجام دیں ان کے باوجود بعض جماعتوں نے عدالت تحقیقات میں ان کا ذکر جس انداز میں کیا ہے۔ وہ شرمناک ناشکرے پن کا ثبوت ہے۔"

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت ۲۰۹)

ہم "نوائے پاکستان" اور اس کے دوسرے ہم خیالوں کی خدمت میں درد دل سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ اس وقت پاکستان ایک نہایت نازک دور سے گزر رہا ہے۔ اور پاکستان کا قیام و استحکام نہ صرف اس کے شہری مسلمانوں کی ہستی کے لئے ضروری ہے۔ بلکہ تمام عالم اسلام کے لئے اہم ہے۔ آج بین الاقوامی معاملات میں پاکستان نے اسلامی ممالک کے لئے جو مفید پارٹ ادا کیا ہے۔ اس کا اعتراف خود اسلامی ممالک کے راہ نماؤں کو ہے۔ اس لئے اگر خدانخواستہ ہماری ایسی عاقبت نااندیشانہ کارروائیوں سے جیسا کہ نوائے پاکستان اور اسلامی جماعت کر رہی ہے۔ پاکستان کی سالمیت کو کوئی ضرر پہونچا۔ تو اس سے بڑا حادثہ فاجعہ اسلامی تاریخ میں شاید ہی مل سکے گا۔

احباب سفر یورپ کے بابرکت ہونے کے متعلق خصوصیت سے دعائیں کریں

خطبہ جمعہ میں مکرم مولوی جلال الدین صاحب شمس کی پرزور تلقین

ربوہ ۲۲ اپریل۔ مکرم جناب مولوی جلال الدین صاحب شمس نے آج یہاں خطبہ جمعہ میں دعا کے فلسفے اور اس کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ ان دنوں حضور کے سفر کے بابرکت ہونے کے لئے خصوصیت سے دعائیں کی جائیں۔ آپ نے فرمایا دوست حضور کے سفر یورپ کے لئے خاص طور پر دعائیں جاری رکھیں۔ بلکہ اس ہفتہ زیادہ توجہ کے ساتھ دعائیں کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ حضور کو خیریت کے ساتھ لے جائے . . . . خیریت کے ساتھ رکھے۔ اور پوری شفا دے کر خیریت کے ساتھ مع قافلہ کامیاب و بامراد واپس لائے۔ آپ نے مزید فرمایا کہ دوستوں کو جماعت کی حفاظت اور ترقی کے واسطے بھی بہت دعائیں کرنی چاہئیں۔ تا خدا تعالیٰ ان ایام میں جہاں ہمارے سفر پر جانے والے امام کا حافظ و ناصر ہو۔ وہاں حضور کے پیچھے جماعت اور مرکز کا بھی حافظ و ناصر ہو۔ یہی اس مسنون دعا کا مرکزی نقطہ ہے۔ جس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللھم انت الصاحب فی السفر و الخلیفۃ فی الاھل

دوران خطبہ میں آپ نے بتایا جہاں قبولیت دعا کے لئے مداومت اور تضرع نہایت ضروری ہے

(باقی دیکھیں صفحہ ۸ پر)

مسیح کی آمدِ ثانی — اور — "ہفتم ہزار" کی تعیین

عیسائی لٹریچر میں ہزار سالہ سبت اور اس کے زمانۂ آغاز کا تفصیلی ذکر

(مسعود احمد)

بانی سلسلۂ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی صداقت کی ایک واضح اور روشن دلیل یہ بیان فرمائی ہے۔ کہ آپ خدائی نوشتوں اور انبیاء ماسبق کی پیشگوئیوں کے عین مطابق عمرِ دنیا کے آخری ہزار میں مبعوث ہوئے ہیں۔ جو شمارِ زمانہ کے لحاظ سے ہفتم ہزار ہے۔ آپ نے اپنی کتب میں کئی جگہ اس امر کو وضاحت سے پیش کیا ہے۔ کہ تمام سابقہ کتب اور خود احادیث سے صاف طور پر یہی نکلتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آخیر زمانہ تک دنیا کی عمر سات ہزار سال رکھی ہے۔ اور ہدایت و گمراہی کے لئے ہزار ہزار سال کے دور مقرر کئے ہیں اور ان میں سے ہفتم ہزار میں مسیح موعود کا مبعوث ہونا مقدر فرمایا ہے۔ چنانچہ یہودی آثار اور خود عیسائی کتب سے بھی یہ امر ثابت ہے۔ کہ موجودہ زمانہ "ہفتم ہزار" ہے۔ کہ جس کے سر پر مسیح موعود نے مبعوث ہونا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دعوے کی صداقت میں اس دلیل کو نہایت شد و مد کے ساتھ پیش کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ اگر اور کوئی دلیل نہ بھی ہوتی۔ تو آپ کی صداقت کے اثبات کے لئے یہی ایک دلیل کافی تھی۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

"میری سچائی پر یہ ایک دلیل ہے کہ میں نبیوں کے مقرر کردہ ہزار میں ظاہر ہوا ہوں۔ اور اگر اور کوئی بھی دلیل نہ ہوتی تو یہی ایک دلیل روشن تھی۔ جو طالب حق کے لئے کافی تھی۔ کیونکہ اگر اسکو رد کر دیا جائے تو خدا تعالیٰ کی تمام کتابیں باطل ہوتی ہیں، جن کو الٰہی کتابوں کا علم ہے۔ اور جو ان پر غور کرتے ہیں، ان کے لئے یہ ایک ایسی دلیل ہے۔ جیسا کہ ایک روز روشن۔ اس دلیل کے رد کرنے سے تمام نبوتیں رد ہوتی ہیں۔ اور تمام حساب درہم برہم ہو جاتا ہے۔ اور الٰہی تقسیم کا شیرازہ بگڑ جاتا ہے۔"

(لیکچر سیالکوٹ)

الغرض یہ کہ جس زمانے میں آپ نے اللہ تعالیٰ سے خبر پاکر مسیح موعود ہونے کا دعویٰ فرمایا وہ "ہفتم ہزار" کے آغاز کا زمانہ تھا۔ اور فی الواقعہ عیسائی دنیا اس زمانے میں بڑی شدت اور اضطراب کے ساتھ اس بات کا انتظار کر رہی تھی کہ مسیح اپنے وعدے کے مطابق اس دنیا میں دوبارہ مبعوث ہو۔ ان کی نگاہیں آسمان کی طرف لگی ہوئی تھیں۔ اور وہ اُن نشانوں کو تواتر کے ساتھ پورا ہوتے دیکھ رہے تھے کہ جن کا از روئے انجیل مسیح کی آمدِ ثانی سے قبل پورا ہونا ضروری تھا۔ ہر آنے والا دن ان کے اس یقین کو اور زیادہ مضبوط کر دیتا۔ کہ اب مسیح نازل ہونے ہی والا ہے۔ چنانچہ اس زمانہ میں یورپ اور امریکہ میں کثرت سے ایسی کتابیں شائع ہو رہی تھیں کہ جن میں لوگوں کو خبردار کیا جا رہا تھا۔ کہ "دیکھو مسیح کی آمدِ ثانی کی تمام علامتیں پوری ہو چکی ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ جب وہ آئے تو تمہیں سویا ہوا پائے۔ اور تم اسے شناخت کرنے کی سعادت سے محروم رہ جاؤ"۔ ایسی ہی کتب میں سے ایک ضخیم کتاب Midnight Cry کے نام سے ۱۸۸۳ء میں شائع ہوئی تھی جس کا مقدمہ لارڈ شیفٹسبری نے لکھا تھا۔ اور جس کے چھ سو سے زائد صفحات میں اس امر کو بڑی شرح و بسط کے ساتھ ثابت کیا گیا تھا کہ انجیل میں مسیح کی آمدِ ثانی کے متعلق جو جو علامتیں بیان کی گئی ہیں۔ ان میں سے ہر ایک علامت قطعیت کے ساتھ پوری ہو چکی ہے، اور یہ کہ مسیح ظاہر ہونے ہی والا ہے۔ ان علامتوں میں سے سب سے پہلی علامت جو اس کتاب میں بیان کی گئی ہے۔ وہ ہفتم ہزار کے آغاز سے تعلق رکھتی ہے۔ چنانچہ اس ضمن میں کتاب کی مصنفہ مسز ای ایم ہارڈی نے فلاڈلفیا کے ڈاکٹر سیئس Dr. Seiss of Philadelphia کا ۱۸۷۱ء کا ایک بیان بھی درج کیا ہے۔ جس میں یہودی آثار اور عیسائی کتب کے حوالے سے ہفتم ہزار کی اہمیت واضح کرنے کے بعد اس زمانہ کے آغاز کی تعیین پر بھی تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور اس کے آغاز کے لئے جو زمانہ مقرر کیا گیا ہے۔ وہ بعینہٖ وہی زمانہ ہے۔ کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے خبر پاکر مسیح ہونے کا اعلان فرمایا ہم کتاب مذکورہ سے ڈاکٹر سیئس کے بیان کا ترجمہ ذیل میں درج کرتے ہیں وہ لکھتے ہیں:۔

"مسیح کب آئے گا؟ — اس سوال کا جواب معلوم کرنے کے لئے زمانہ کی تعیین کے سلسلے میں بہت سے طریقے بیان کئے جاتے ہیں۔ ان میں سے پہلا اور سب سے مقدم طریق دنیا کی عمر کے ساتویں ہزار سے گہرا تعلق رکھتا ہے۔ جب ہم زمانۂ قدیم کی تاریخ پر نظر ڈالتے ہیں۔ خواہ وہ یہودیوں کی تاریخ ہو یا بت پرستوں اور یا عیسائیوں کی تاریخ تو ہر جگہ ہمیں یہ عام عقیدہ دلوں میں میخ کی طرح گڑا ہوا نظر آتا ہے۔ کہ "پیدائش عالم کے چھ دنوں" کے بموجب اس دنیا کو چھ ہزار سال تک بالعموم دکھ اور محنت و مشقت کے صبر آزما دور میں سے گزرنا پڑے گا۔ اس کے بعد روحانی لحاظ سے امن خوشی اور آسائش کے ایک ہزار سال دنیا پر آئیں گے۔ جو ہزار سالہ سبت یا سنہری دور کے مترادف ہوں گے۔ اسکاٹ لینڈ کے بشپ رسل Russell نے ایک جگہ لکھا ہے کہ ..... "توریت کی انتہائی پرانی تفسیروں میں جو یہودیوں کے ابتدائی علماء نے لکھیں۔ دنیا کے اس سنہری دور کا ذکر موجود ہے۔ اور یہ کہ" اس بارے میں شک و شبہ کی قطعاً گنجائش نہیں ہے کہ اس ہزار سالہ سبت کا عقیدہ عیسائیت کے ظہور سے صدیوں قبل کے زمانے میں بھی پایا جاتا تھا، الیاس کے گھرانے کی روایات میں بھی یہ شامل تھا۔ اور بعض تو اس کا سلسلہ خود عظیم ایلیا نبی تک لے جاتے ہیں۔ برنباس (Barnabas) جسٹن مارٹیر (Justin Martyr) پیپاس (Papias) ارینیئس (Irenaeus) ٹرٹولین (Tertullian) سائپریان (Cyprian) اور پہلی صدی عیسوی کے تمام دوسرے راسخ العقیدہ عیسائی اس عقیدے کو مانتے تھے۔ انہوں نے نہ صرف یہ کہ اس عقیدے کو خود اپنے دل میں جگہ دی۔ بلکہ اسے دوسروں کے بھی ذہن نشین کر دیا۔ حتیٰ کہ لوتھر (Luther) خود اس کا قائل تھا۔ میلنکتھان (Melancthan) نے اپنی بائیبل کے آغاز سے قبل ایک علیحدہ صفحے پر اس کا ذکر کیا۔ اور اسے ایک ایسا عقیدہ قرار دیا۔ کہ گویا یہ بحث و تمحیص سے بالا تھا۔ اس کے زمانہ کے بعد سے ہزاروں برگزیدہ عیسائی اسے جزو ایمان کے طور پر قبول کرتے چلے آرہے ہیں۔ ویسے بھی اگر بائیبل کے مختلف حصوں کو ایک ساتھ ملا کر پڑھا جائے۔ تو میرے نزدیک اس عقیدے کے حق میں خود بائیبل کے اندر بڑی وزنی شہادت موجود ہے۔ جو ہمیں اس بات کا سزاوار ٹھہراتی ہے۔ کہ ہم اسے ایک آسمانی صداقت کے طور پر تسلیم کریں۔ چنانچہ ذرا بائیبل کے ان فقرات پر نگاہ ڈالئے:۔

'خدا نے چھ دنوں میں آسمان اور زمین کو بنایا'

'ساتویں دن اس نے آرام کیا'

'خدا کے نزدیک ایک سال ہزار سال کے برابر ہے'

'خدا کی امت کے لئے سبت کا آرام باقی ہے'

"ظاہر ہے کہ مسیح اس ہزار سالہ عرصہ سے قبل آئے گا۔ اس کے بعد نہیں، ہزار سالہ عرصہ سے مراد ساتواں ہزار یا بالفاظ دیگر عظیم سبت ہے۔ پس اگر ہم یہ معلوم کر لیں۔ کہ آج ہم عمرِ دنیا کے کونسے ہزار میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ تو پھر ہم اُس وقت کے بارے میں کچھ اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ جب ابن آدم کا ظہور ہوگا بے شک اصل دن اور وقت تو ہم معلوم نہیں کر سکتے۔ لیکن اس بارے میں اندازے سے زمانے کا ایک تعین ضرور کر سکتے ہیں کہ جس پر کسی نہ کسی حد تک اعتماد کیا جا سکے۔ جہاں تک تاریخوں کے تعین کا سوال ہے۔ "کتاب مقدس" نے جس کے ہم بے حد ممنون ہیں۔ ہمیں اس بارے میں بھی خالی ہاتھ نہیں رکھا ہے۔

طوفانِ نوحؑ سے قبل اور اس کے بعد جو بڑے بڑے برگزیدہ لوگ گزرے ہیں۔ ان کی پیدائش اور عمر کا حال "پیدائش" کے باب میں اس قدر قطعیت اور تفصیل کے ساتھ بیان ہوا ہے۔ کہ کئی نسلوں کے درمیانی عرصے کو جمع کرکے ہم بآسانی اُس زمانے کی تعیین کر سکتے ہیں۔ کہ جب وہ اس دنیا میں زندہ موجود تھے بعض دوسرے ایسے اہم آثار بھی موجود ہیں۔ کہ جن سے ہم مصر میں بنی اسرائیل کے دورِ غلامی، جنگلات میں ان کے بھٹکنے۔ قاضیوں کے دورِ حکومت اور ساؤل کی بادشاہت کے قیام کا عرصہ معلوم کر سکتے ہیں۔ اس وقت سے لے کر بابل میں اسیری کے دَور تک سلسلہ وار ہر بادشاہ کا نام اور جتنے عرصہ تک اس نے حکومت کی اس کا حال درج ہے۔ اور اسیری کے دور سے لے کر موجودہ زمانہ تک بعض متبرک اور تاریخی اہمیت کی بعض دوسری ایسی دستاویزات موجود ہیں۔ کہ جن کے ہوتے ہوئے ہر زمانے کی تعیین کے بارے میں شک وشبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

"ہمارے بائیبل کے نسخوں میں عام طور پر تاریخوں اور سنین کے متعلق جو اعداد وشمار درج ہوتے ہیں۔ وہ کتابِ مقدس کا حصہ نہیں ہیں۔ یہ سب تاریخیں اس سسٹم کے مطابق درج کی جاتی ہیں۔ جسے اوشر (Usher) اور بعض دوسرے لوگوں نے وضع کیا ہے۔ اس بات کو اب تسلیم کیا جاتا ہے۔ کہ یہ سسٹم بعض لحاظ سے ناقص ہے۔ اس کے مطابق مسیح کی پیدائش ۴۰۰۴ء میں ہوئی۔ اس لحاظ سے ابھی (یعنی ۱۸۷۵ء میں ـ ناقل) پیدائش عالم پر چھ ہزار سال پورے ہونے میں ۱۲۵ سال باقی ہیں۔ لیکن لنڈیٹ (Lindyat) براؤن (Browne) ویگنیئر (Vegnier) بوون (Bowen) ایلیٹ (Elliot) بلس (Bliss) فائینس (Fynes) کلنٹن (Clinton) شمیئل (Shimeall) سیوائل (Savile) اور علم سنین کے دوسرے ماہرین جس نتیجے پر پہنچے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ چھ ہزار سال پورے ہونے میں ۱۲۵ سال کا جو عرصہ ظاہر کیا جاتا ہے۔ اس میں سو سال سے بھی زیادہ کی تخفیف ہونی چاہیئے۔ تاریخوں اور سنین وغیرہ کے ان نئے اعداد وشمار کا گہری نظر سے مطالعہ کرنے کے بعد میں اس بات کا قائل ہو چکا ہوں۔ کہ یہ انتہائی طور پر قابلِ اعتماد ہیں۔ ان کی رو سے چھ ہزار سال مکمل ہونے میں بہت ہی تھوڑا عرصہ باقی ہے۔ اور اغلباً ہزار سالہ سبت کے آغاز یا بالفاظ دیگر مسیح کے دوبارہ ظہور اور ہمارے درمیان صرف چند ہی سال باقی رہ گئے ہیں۔"

(The Midnight Cry by E. Mc. Hardie Page 5-6)

مسز ای۔ ایم ہارڈی کی کتاب سے ڈاکٹر سیئس کے بیان کا جو طویل اقتباس ہم نے اوپر درج کیا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ ۱۸۷۵ء میں وہ پوری تحقیق اور غور و فکر کے بعد اس خیال پر قائم تھے۔ کہ "ہفتم ہزار" کے شروع ہونے میں عام طور پر ۱۲۵ سال کا جو عرصہ ظاہر کیا جاتا ہے۔ وہ غلط ہے۔ کیونکہ اس میں ایک سو سال سے کچھ زائد کی غلطی ہے۔ اگر غلطی کے اس عرصہ کو ۱۰۵ یا ۱۱۰ سال فرض کر لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوا۔ کہ ۱۸۷۵ء میں وہ اس خیال پر قائم تھے۔ کہ پندرہ یا بیس سال کے اندر اندر ششم ہزار مکمل ہو کر ساتویں ہزار کا زمانہ شروع ہو جائے گا۔ اس طرح ان کے حساب کے مطابق ہفتم ہزار کے آغاز کا زمانہ ۱۸۸۵ء سے لے کر ۱۸۹۰ء تک بنتا ہے۔ اور یہی وہ زمانہ ہے۔ کہ جس میں بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیعت لینے اور مسیح ہونے کا اعلان فرمایا۔

جدید تحقیق اور ڈاکٹر سیئس کا یہ بیان پکار پکار کر اس بات کی تائید کر رہا ہے۔ کہ فی الواقعہ یہ دلیل کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہفتم ہزار کے سر پر مبعوث ہوئے ہیں۔ آپ کی صداقت کو روزِ روشن کی طرح دنیا پر ثابت کر رہی ہے۔ لیکن افسوس عیسائی قوم نے خود انجیل کے قول کے مطابق کانوں سے سنا پر سمجھا نہیں آنکھوں سے دیکھا پر دریافت نہ کیا۔ اور ایک طرح سے انہوں نے اپنی آنکھیں موند لیں۔ جب خود عیسائی حضرات کے اپنے حساب کے مطابق بھی ہفتم ہزار شروع ہو چکا ہے۔ تو ان کے لئے یہ غور و فکر کا مقام ہے۔ کہ مسیح کو شناخت نہ کرنے کے باعث کہیں متی کے الفاظ میں "رونے اور دانت پیسنے" کے سوا ان کے لئے کچھ نہ باقی رہا ہو اے کاش ان کی آنکھیں کھلیں اور وہ مسیح کو شناخت کرکے آسمانی بادشاہت میں داخل ہوں۔

میاں نورالدین صاحب ٹھیکیدار کی وفات

انا للّٰہ وانا الیہ راجعون

میرے والد محترم میاں نورالدین صاحب ٹھیکیدار بعمر ایک سو آٹھ سال ۱۹ر اپریل ۱۹۵۵ء بروز منگل ۱۲ بجے دن وفات پا گئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ بزرگانِ سلسلہ۔ درویشان قادیان اور دیگر احبابِ جماعت کی خدمت میں درخواست ہے۔ کہ آپ کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لئے اللہ تعالےٰ کے حضور دعا فرمائیں۔ نیز پسماندگان کے لئے بھی دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا کرے۔ اور ہر طرح ان کا حامی و ناصر ہو۔

فاطمہ بیگم بنت میاں نورالدین صاحب مرحوم کھاریاں۔ ضلع گجرات

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

انسان میں فطرتاً نیکی کی خواہش موجود ہے

۳۱ر جنوری ۱۸۹۸ء۔ بعد نماز فجر۔

"یاد رکھو کہ فضائل بھی امراض متعدیہ کی طرح متعدی ہونے ضروری ہیں۔ مومن کے لئے حکم ہے۔ کہ وہ اپنے اخلاق کو اس درجہ پر پہنچائے۔ کہ وہ متعدی ہو جائیں۔ کیونکہ کوئی عمدہ سے عمدہ بات قابل پذیرائی اور واجب التعمیل نہیں ہو سکتی۔ جب تک اس کے اندر ایک چمک اور جذبہ نہ ہو۔ اسی کی درخشانی دوسروں کو اپنی طرف متوجہ کرتی ہے۔ اور جذب ان کو کھینچ لاتا ہے۔ اور پھر اس فعل کی اعلیٰ درجہ کی خوبیاں خود بخود دوسرے کو عمل کی طرف توجہ دلاتی ہیں۔ دیکھو حاتم کا نیکنام ہونا سخاوت کے باعث مشہور ہے۔ گو میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ وہ خلوص سے تھی۔ ایسا ہی رستم و اسفندیار کی بہادری کے فسانے عام زبان زد ہیں۔ اگرچہ ہم نہیں کہہ سکتے۔ کہ وہ خلوص سے تھے۔ میرا ایمان اور مذہب یہ ہے۔ کہ جب تک انسان سچا مومن نہیں بنتا۔ اس کی نیکی کے کام خواہ کیسے ہی عظیم الشان ہوں۔ لیکن وہ ریاکاری کے ملمع سے خالی نہیں ہوتے لیکن چونکہ ان میں نیکی کی اصل موجود ہوتی ہے۔ اور یہ وہ قابل قدر جوہر ہے۔ جو ہر جگہ عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اس لئے باایں ہمہ ملمع سازی و ریاکاری وہ عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔

خواجہ صاحب نے میرے پاس ایک نقل بیان کی تھی۔ اور خود میں نے بھی اس قصہ کو پڑھا ہے۔ کہ سر فلپ سڈنی ملکہ الزبتھ کے زمانہ میں قلعہ زلفن ملک ہالینڈ کے محاصرہ میں جب زخمی ہوا۔ تو اس وقت عین نزع کی تلخی اور شدت پیاس کے وقت جب اس کے لئے ایک پیالہ پانی کا جو وہاں بہت کمیاب تھا۔ مہیا کیا گیا۔ تو اس کے پاس ایک اور زخمی سپاہی تھا۔ جو نہایت پیاسا تھا۔ وہ سر فلپ سڈنی کی طرف حسرت اور طمع کے ساتھ دیکھنے لگا۔ سڈنی نے اس کی یہ خواہش دیکھ کر پانی کا وہ پیالہ خود نہ پیا۔ بلکہ بطور ایثار یہ کہہ کر اس سپاہی کو دے دیا کہ "تیری ضرورت مجھ سے زیادہ ہے۔" مرنے کے وقت بھی لوگ ریاکاری سے نہیں رکتے۔ ایسے کام اکثر ریاکاروں سے ہو جاتے ہیں۔ جو اپنے آپ کو اخلاق فاضلہ والے انسان ثابت کرنا یا دکھانا چاہتے ہیں۔ غرض کوئی انسان ایسا نہیں ہے۔ کہ اس کی ساری باتیں بُری حالت کی اچھی ہوں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ انسان اچھی باتوں کی کیوں پیروی نہیں کرتے۔ میں اس کے جواب میں یہی کہوں گا۔ کہ اصل بات یہ ہے۔ کہ انسان فطرتاً کسی بات کی پیروی نہیں کرتا۔ جب تک کہ اس میں کمال کی مہک نہ ہو۔ اور یہی ایک سرّ ہے۔ جو اللہ تعالےٰ ہمیشہ انبیاء علیہم السلام کو مبعوث کرتا رہا ہے۔ اور خاتم النبیینؐ کے بعد مجددین کے سلسلہ کو جاری رکھا ہے۔ کیونکہ یہ لوگ اپنے عملی نمونہ کے ساتھ ایک جذب اور اثر کی قوت رکھتے ہیں۔ اور نیکیوں کا کمال ان کے وجود میں نظر آتا ہے۔ اس لئے کہ انسان بالطبع کمال کی پیروی کرنا چاہتا ہے۔ اگر انسان کی فطرت میں یہ قوت نہ ہوتی۔ تو انبیاء علیہم السلام کے سلسلہ کی بھی ضرورت نہ رہتی۔ لیکن یہ بات کہ انبیاء علیہم السلام اور خدا تعالےٰ کے ماموروں کی مخالفت کیوں کی جاتی ہے۔ اور ان کی تعلیم کی طرف عدم توجہی کیوں کی جاتی ہے۔ اس کا باعث زمانہ کی وہ حالت ہوتی ہے۔ جو ان پاک وجودوں کی بعثت کا موجب ہوتی ہے۔ زمانہ میں فسق و فجور کا ایک دریا رواں ہوتا ہے۔ اور ہر قسم کی بدکاریاں اور برائیاں خدا تعالیٰ سے بُعد اور حرمان اس نیک عمدہ مادے کو اپنے نیچے دبا لیتا ہے۔ چونکہ بدکاریوں کے کمال کا ظہور ہو چکا ہوتا ہے۔ اس لئے طبیعت کا یہ مادہ کہ وہ ہر کمال کی پیروی کرنا چاہتا ہے۔ اس طرف رجوع کر گیا ہوتا ہے۔ اور یہی وہ سرّ ہوتا ہے۔ کہ ابتداءً انبیاء علیہم السلام اور ماموروں کی مخالفت اور ان کی تعلیم سے بے پرواہی ظاہر کی جاتی ہے۔ آخر ایک وقت آ جاتا ہے۔ کہ اس نیکی کے بروز اور کمال کی طرف توجہ ہو جاتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ والآخرۃ عند ربک للمتقین۔" (ملفوظات)

درخواست ہائے دعاء

(۱) خاکسار نے اس سال جے وی کا امتحان دیا ہے۔ بندہ کی کامیابی کے لئے احباب دعا فرمائیں۔ خاکسار عبدالرحمن احمدی ساکن بستی منڈورانی تحصیل تونسہ ضلع ڈیرہ غازیخان

(۲) بندہ آج کل مالی مشکلات کی وجہ سے کچھ پریشان ہے۔ بزرگانِ سلسلہ و دیگر احباب جماعت سے درخواست دعا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ میری مالی مشکلات کو دور فرمائے۔

سید عبدالسلام فیروز والہ ضلع گوجرانوالہ

سچی باتیں

(از:- عبد الماجد صاحب)

ہڈفرڈ (امریکہ) میں ٹرنٹی کالج میں تاریخ قرون وسطیٰ کے استاد اسلامیات کا بھی ذوق رکھتے ہیں۔ "دنیائے اسلام کے جدید رجحانات" کے عنوان پر ایک تحقیقی مقالہ لکھنے والے ہیں۔ معلومات کی تلاش اور اہل علم سے گفتگو کرنے ایک سال کی رخصت لے کر پاکستان و ہندوستان کا دورہ کر رہے ہیں۔ کراچی۔ لاہور۔ ڈھاکہ ہوکر لکھنؤ آئے۔ اور نوٹ بک میں بعض مہربانوں نے نام اس بے علم کا بھی لکھا دیا تھا۔ اس لئے ایک دن بے نشان وگمان اس چھوٹے سے قصبہ میں بھی وارد ہو گئے۔ اور گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ کی ملاقات میں بہت سے سوالات کر ڈالے ۔۔۔ ان لوگوں کی تلاش اور اس کی خاطر مشقت قابل رشک ہوتی ہے۔ کہاں کہاں پہنچتے ہیں۔ اور کیسی دوڑ دھوپ اپنے مقصد کے لئے گوارا کرتے ہیں! ۔۔۔ خیر۔ گفتگو سے اندازہ یہ ہوا کہ پروفیسر موصوف گو ملے متعدد علماء سے ہیں لیکن متاثر صرف انہیں مسلمانوں سے ہوئے جو تجدد زدہ یا انتہائی آزاد خیال ہیں: عقائد کا سوال ہم لوگوں کے لئے جتنا بھی اہم ہو یورپ اور امریکہ کے علمی نمائندوں کو ان سے بحث ہی نہیں ہوتی۔

مہا بیوقوفی۔ مین پوری۔ ۲۳ مارچ۔ یو۔پی کے وزیر مالگذاری ونقل وحرکت شری چرن سنگھ نے ضلع کی ترقیاتی کانفرنس کے مجمع کے سامنے کہا کہ بندروں کا قتل عام ضروریات میں سے ہے اور دیہاتیوں کا اس معاملہ میں اہنسا کی تعلیم پر قائم رہنا بالکل ہی نادانی ہے مجمع سے ایک آواز آئی کہ مہاتما گاندھی کے دیس میں اور جانوروں کی طرح بندروں کو بھی حق زندگی حاصل ہے۔ اس پر وزیر صاحب نے فرمایا کہ اہنسا کا اصول صرف وحشیوں مہاتماؤں کے لئے ہے لیکن مہاتما جی تک آخر فوج کی ضرورت کے تو قائل تھے۔ بندر اور نیل گائے فصل کے شدید ترین موذی دشمن ہیں۔ ایسے موذی دشمنوں کو مذہب کی آڑ میں طرح دے جانا بیوقوفی کیسی مہا بیوقوفی ہے۔ لکھنو کہا بندر آخر پنجاب۔ مدھیا پردیش اڑیسہ میں مارے جا چکے ہیں۔ اور یہی ضرورت اس صوبہ میں بھی ہے"!

(پی۔ ٹی۔ آئی)

کاش اتنی دانائی ہمارے وزیر صاحبوں کو چند سال پہلے ہی آ گئی ہوتی! کیا یہ ضرور تھا کہ سات آٹھ سال کے عرصہ میں بے شمار نقصان ملک کو پہنچ لے۔ جب جا کر اس "مہا بیوقوفی" کے جال سے نکلنے کی نوبت ہمارے عوام کی طرح ہمارے خواص کو آئے!

اردو کے حق میں شہادت ڈاکٹر ڈنکن فاربس ال ال۔ ڈی پچھلی صدی میں برطانیہ کے ایک مشہور مستشرق گزرے ہیں۔ جن کی کتاب "اے گرامر آف دی ہندوستانی لینگویج" (قواعد زبان ہندوستانی) مدتوں اپنے موضوع پر جامع اور مستند ترین کتاب سمجھی جاتی رہی۔ اپنی اسی کتاب کے بالکل شروع میں یعنی دیباچہ کی ابتدائی سطروں میں لکھتے ہیں:۔

اس کتاب کی تالیف کا مقصد یہ ہے کہ جو کوئی ہندوستان کو جائے۔ وہ اس ملک کی سب سے زیادہ کارآمد (The most useful) اور سب سے زیادہ بولی جانے والی (The most extensively spoken) زبان سے خاطر خواہ حد تک واقف ہوجائے"۔ دیباچہ صفحہ

اس ایڈیشن کا سنہ طبع ۱۸۵۶ء ہے گویا ایک غیر ملک کے ایک نظر فراز فاضل کی شہادت آج سے ایک سو سال قبل یہ تھی کہ اردو صوبہ کی نہیں ملک کی سب سے زیادہ بولی جانے والی اور کام میں بہت زیادہ آتی رہنے والی زبان ہے! ۔۔۔ اور جو دور ۱۹۴۷ء سے شروع ہوا ہے اس کے قبل کس کی شہادت اسی کی تائید میں نہ تھی؟

اپنوں کا گلہ۔ ایک لاہوری معاصر سے:۔

"برطانیہ میں ایک صنعتی میلہ ۲ مئی سے ۱۲ مئی تک منایا جارہا ہے۔ انگریزی ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ اس میلے میں نمائش کے لئے خالص سونے سے بنے ہوئے برتنوں کا ایک سیٹ بھی بنایا گیا ہے۔ جس پر ۷۲ سیر سونا صرف ہوا ہے اور جس کی قیمت ایک لاکھ اور ۱½ لاکھ کے درمیان ہے۔ ان میں کچھ چھوٹی بڑی پلیٹیں ہیں۔ اور ایک سرٹ کافی کا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ سناروں کی جس کمپنی نے یہ سٹ بنایا ہے اس نے بھی اور صنعتی میلہ کے منتظمین نے بھی اس سٹ کی حفاظت کے لئے غیر معمولی حفاظتی اقدامات کئے ہیں۔ یعنی اسراف کی صورت نہ صرف یہ ہے کہ سونا ضائع کیا گیا ہے بلکہ یہ بھی کہ اس کی حفاظت پر بڑی رقم خرچ ہوگی۔ ۔۔۔۔ اس ساری خبر میں افسوس بلکہ رونے کا مقام یہ ہے کہ کمپنی کی طرف سے کہا گیا ہے کہ اس قسم کے قیمتی سامان کی زیادہ تر مانگ مشرق وسطیٰ کے ان شیوخ کے ہاں ہوتی ہے جو تیل کی فروخت سے مالامال ہوگئے ہیں"

(۳۰۵)

(۳۰۵) یعنی اس اسراف کی بھی اصل مجرم وہی قوم ہے جس کے ہاں سونے چاندی تک کے برتنوں کا استعمال ناجائز ہے! اس بیباکی سے ارتکاب جرم کرنے والے اپنی شریعت کے قانون کو اس بیدردی سے پامال کرنے والے بیشک مسلمان ہی ہو سکتے تھے! اور مسلمانوں میں بھی علی الخصوص قوم عرب کے نمائندے! ۔۔۔ چو کفر از کعبہ برخیزد کی ضرب المثل ہم آپ روز ہی استعمال کرتے رہتے ہیں۔ کہاوت کا صحیح مصرف اور برمحل استعمال اس سے بڑھکر اور کہاں ملیگا! دعا ایک پاکستان ہی کا نہیں۔ ایران، مصر عراق، اردن، شام، یمن محفوظ مستثنیٰ ہی کونسا ہے

صوم رمضان

چند دنوں تک خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے رمضان المبارک شروع ہو رہا ہے احباب اس مبارک مہینہ میں خدا تعالیٰ کی خوشنودی کے حصول کے لئے روزے رکھیں گے۔ لہذا احباب کی آگاہی کے لئے چند مسائل روزہ کے متعلق درج کئے جاتے ہیں۔

پانچ بنائے اسلام میں سے رمضان شریف کے روزے رکھنا ایک نہایت اہم رکن ہے۔ قرآن کریم اور احادیث میں اس کے متعلق واضح ارشادات موجود ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ معذوروں کو چھوڑ کر ہر وہ شخص جو رمضان کا مہینہ پائے۔ تو وہ ضرور روزے رکھے۔ گویا نماز اور دیگر عبادات کی طرح یہ عبادت بھی مسلمانوں پر فرض واجب ہے۔ روزہ کا مفہوم یہ نہیں کہ انسان ایک خاص وقت سے لے کر سورج غروب ہونے تک بھوکا پیاسا رہے۔ بلکہ روزہ انسان کے تزکیہ نفس کے لئے ہوتا ہے جس روزہ سے انسان کا تزکیہ نفس نہ ہوتا ہو اور اس کے اندر ایک غیر معمولی تغیر رونما نہ ہو وہ روزہ دار کے لئے فائدہ مند نہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ من لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس للہ حاجۃ فی ان یدع طعامہ و شرابہ (بخاری شریف) یعنی جو شخص روزہ رکھکر جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے۔ تو اللہ تعالیٰ کو اس کی ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا ترک کرے)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "رمضان دعا کا مہینہ ہے۔ شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن سے ہی ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے صوفیوں نے اس مہینہ کو تنویر القلب کے لئے عمدہ لکھا ہے۔ اس میں کثرت سے مکاشفات ہوتے ہیں۔ نماز تزکیہ نفس کرتی ہے اور روزہ سے تجلی قلب ہوتی ہے۔ تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جائے۔ اور تجلی قلب سے مکاشفات ہوتے ہیں۔ جن سے مومن خدا تعالیٰ کو دیکھ لیتا ہے"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس ارشاد کی روشنی میں ہمیں چاہیئے۔ کہ ہم رمضان المبارک کی برکات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے نفوس کا ایسے رنگ میں محاسبہ کریں کہ ہمارے روزے خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا کو حاصل کرنے والے ہوں

سحری کھانے کے بعد طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک روزہ کا وقت ہوتا ہے روزہ کی حالت میں روزہ دار کو کھانے پینے، مباشرت اور لغویات وغیرہ سے پرہیز لازم ہے۔ قے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ سر میں تیل ڈالنے، مسواک، خوشبو لگانے سونگھنے اور مالش کرنے سے روزہ میں کوئی حرج واقع نہیں ہوتا۔ دودھ پلانے والی عورت۔ حاملہ۔ مسافر اور بیمار کے لئے روزہ فرض نہیں ہے۔ ایسے لوگوں کو کسی دوسرے وقت میں معذوری زائل ہونے پر چھوڑے ہوئے روزے رکھنے چاہئیں۔ یہی حکم حائضہ اور نفاس والی عورت پر بھی عائد ہوتا ہے ہاں ایسے معذورین کو روزہ کا فدیہ ادا کرنا ضروری ہے۔ دائمی مسافر اور مریض کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "جن بیماروں اور مسافروں کو امید نہیں کہ کبھی پھر روزہ رکھنے کا موقع مل سکے۔ مثلاً ایک نہایت بوڑھا ضعیف انسان یا ایک کمزور حاملہ عورت جو دیکھتی ہے۔ کہ بعد وضع حمل بسبب بچے کو دودھ پلانے کے وہ پھر معذور ہو جائے گی اور سال پھر اسی طرح گزر جائے گا۔ ایسے اشخاص کے واسطے جائز ہو سکتا ہے کہ وہ روزہ نہ رکھیں کیونکہ وہ روزہ رکھ ہی نہیں سکتے۔ اور فدیہ دیں۔ فدیہ صرف شیخ فانی یا اس شخص کے واسطے ہو سکتا ہے۔ جو روزہ کی طاقت کبھی بھی نہیں رکھتے۔ باقی اور کسی کے واسطے جائز نہیں کہ صرف فدیہ دے کر روزے کے رکھنے سے معذور سمجھا جا سکے عوام کے واسطے جو صحت پا کر روزہ رکھنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ صرف فدیہ کا خیال کرنا اباحت کا دروازہ کھولنا ہے"۔

رمضان شریف میں رات کو اٹھنے اور نماز پڑھنے کی تاکید ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص مثلاً محنتی۔ مزدور اور زمیندار وغیرہ نماز تہجد رات کے آخری حصہ میں نہ ادا کر سکتا ہو۔ تو وہ نماز تراویح رات کے پہلے حصہ میں ادا کر سکتا ہے۔ نماز تراویح با جماعت رات کے پہلے حصے یا دوسرے میں ادا کرنا مستحب ہے۔ رمضان شریف میں نماز تہجد اور نوافل اور صدقات پر زیادہ سے زیادہ زور دینا چاہیئے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا تازہ ارشاد

احباب جلد سے جلد "امانت خاص" میں حصہ لینے کی سعادت حاصل کریں

مخلصین جماعت نے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کا امانت خاص کے بارہ میں ارشاد گرامی روزنامہ الفضل میں پڑھ لیا ہوگا۔ نظارت بیت المال کی طرف سے فارم امانت خاص بھی جماعتوں کو بھجوائے جاچکے ہیں۔ عہدہ داران اور مخلصین جماعت کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی اس تحریک میں خود حصہ لےکر اور دیگر احباب کو تحریص دلاکر ثواب دارین حاصل کریں۔ پُر کردہ فارم اور روپیہ "افسر امانت صدر انجمن احمدیہ" کے نام ارسال کیا جائے۔

ناظر بیت المال ربوہ

آپ کا نام کِس کِس شق کے ماتحت آتا ہے؟

تعمیر مساجد بیرون پاکستان کے لئے چندے کی مندرجہ ذیل شرحیں حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے مقرر فرمائی ہیں:۔

شق ۱ ملازمین احباب کیلئے
ا پہلی دفعہ ملازمت ملنے پر پہلی تنخواہ کا دسواں حصہ
ب۔ سالانہ ترقی ملنے پر ایک ماہ کی ترقی کی رقم

شق ۲ زمیندار احباب کے لئے
ا۔ دس ایکڑ سے کم زمین کے مالک ایک آنہ فی ایکڑ
ب۔ دس ایکڑ اور اس سے زیادہ کے مالک ۲ آنے فی ایکڑ
ج دس ایکڑ سے کم زمین کے مزارع ۶ پائی فی ایکڑ
د۔ دس ایکڑ اور اس سے زیادہ زمین کے مزارع ایک آنہ فی ایکڑ

شق ۳ تاجران کیلئے بڑے تاجر مثلاً منڈیوں کے آڑھتی اور کارخانوں والے } ہر ماہ کے پہلے دن کے پہلے سودے کا پورا منافعہ

شق ۴ صناع۔ لوہار۔ بڑھئی نیز مزدوری پیشہ احباب کیلئے } ا ہر ماہ کے پہلے دن کے یا کسی مقرر کردہ دن کی مزدوری کا دسواں حصہ۔
ب۔ نیز ہر سال کے ماہ مئی کی آمد کا پانچ فیصدی

شق ۶ ٹھیکیدار احباب کیلئے۔ سال کے مجموعی منافع کا ایک فی صدی

شق ۷ لجنہ اماء اللہ — حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے ترتیب شدہ ہزار روپیہ کے مطالبہ پر اپنی وعدہ کردہ رقم (برائے مسجد ہالینڈ)

شق ۸ خوشی کی تقاریب پر۔ یعنی نکاح۔ شادی۔ بچے کی پیدائش۔ مکان کی تعمیر۔ امتحان میں کامیابی پر حسب اخلاص و استطاعت۔

حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے مندرجہ بالا ارشادات کی تعمیل میں جلدی کیجئے! مسابقت فرمائیے اور جنت میں گھر بنائیے۔

(وکیل المال تحریک جدید ربوہ)

تلاش

عزیز اقبال حسین قاضی بغیر اطلاع گھر سے ۱۳ اپریل سے چلا گیا ہے۔ اس کی وجہ سے عزیز ان خاص کر اس کی والدہ سخت بیمار ہے۔ اگر عزیز خود پڑھے یا کسی صاحب کو معلوم ہو تو برائے نوازش اس کو یہاں بھیج دیویں۔ تمام اخراجات آمدورفت شکریہ کے ساتھ پیش کئے جائیں گے۔ قاضی ضیاء الرحمٰن رسول نگر ضلع گوجرانوالہ تحصیل وزیر آباد

ولادت

اللہ تعالےٰ نے خاکسار کو لڑکا عطا فرمایا ہے۔ احباب کی خدمت میں نومولود کے لئے درازی عمر۔ خادم دین اور صاحب علم و دولت بننے کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔ نومولود مکرم محترم قاضی علی محمد صاحب خطیب جامعہ احمدیہ سیالکوٹ شہر کا پہلا پوتا ہے۔

محمد حنیف دفتر دعوۃ و تبلیغ ربوہ

انیس ۱۹ سالہ بقایا اور مقامی سیکرٹری مال

مجلس مشاورت پر تشریف لانے والے بعض انیس ۱۹ سالہ حساب کے بقایا داران نے بتایا کہ ہم مقامی سیکرٹری مال کو بقایا دے کر ان سے رسید حاصل کر چکے ہیں۔ آپ کے دفتر میں کیوں بقایا ہے؟ تحقیق کرنے سے یہ ثابت ہوا ہے کہ سیکرٹریان مال نے رقم ارسال کرتے وقت "بقایا انیس سالہ" کا لفظ نہ لکھا بلکہ صرف "تحریک جدید" لکھا۔ اس وجہ سے بقایا کی رقم ان کے آئندہ سالوں کے حساب میں پڑ گئی۔ اور بقایا قائم رہا۔ اور بقایا داران کو مقامی سیکرٹریان مال پر افسوس ہوا۔ اور دفتر کے مطالبہ پر ان کو تکلیف ہوتی ہے۔ اس لئے سیکرٹری مال صاحبان تحریک جدید کا چندہ ارسال کرتے وقت اگر انیس سالہ حساب سے بقایا میں ادائیگی ہوتی ہے تو معطی کی رقم کے ساتھ "بقایاجات انیس ۱۹ سالہ" لکھیں۔ اگر بقایا نہیں اور آئندہ کسی سال کی رقم ہے تو جس سال کی رقم ہے وہ لکھ دیں۔ صرف تحریک جدید کا لفظ کافی نہیں۔

مقامی سیکرٹری مال براہ مہربانی خاص توجہ سے رقوم اپنے ریکارڈ اور معطی کی تفصیل کے مطابق ارسال فرمایا کریں۔ تا احباب کو تسلی ہو۔

وکیل المال تحریک جدید

ضروری اعلان

بعض رپورٹوں سے معلوم ہوا ہے کہ بعض جماعتیں اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ چندہ تحریک خاص اور چندہ سفر امریکہ و یورپ ایک ہی تحریک یا چندہ کے دو مختلف نام ہیں۔ یعنی چندہ تحریک خاص میں چندہ سفر امریکہ و یورپ شامل ہے یہ درست نہیں ہے۔

احباب کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ چندہ تحریک خاص کو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے مجلس مشاورت منعقدہ اپریل ۱۹۵۴ء میں تین سال کے لئے جاری فرمایا تھا۔ اور موصی احباب کے لئے اس کی شرح دو پیسے فی روپیہ اور غیر موصیوں کے لئے ایک پیسہ فی روپیہ مقرر کرتے ہوئے حضور نے اس چندہ کو لازمی قرار دیا تھا۔ چندہ سفر امریکہ طوعی چندہ ہے۔ جس کی تحریک خود احباب جماعت کی طرف سے مجلس مشاورت ۱۹۵۴ء میں پیش ہوئی تھی۔ اس وقت اس خرچ کا اندازہ ۷۵۰۰۰ روپے لگایا گیا تھا۔ جس کے پیش نظر جماعت نے کچھ نقد رقم ادا کی اور کچھ وعدہ جات لکھوائے۔ اس وقت تک اس مد میں ۴۵۰۰۰ روپے ہوئی ہے۔ اب بدلے ہوئے حالات کی وجہ سے سفر یورپ پر خرچ کا اندازہ ڈیڑھ لاکھ روپے سے بھی زائد لگایا گیا ہے۔ اس لئے احباب جماعت کو اس تحریک کی طرف خاص توجہ کرنی چاہیئے تاکہ یہ رقم جلد از جلد پوری ہو جائے۔ حضور نے اپنے پیغام ۱۳ مارچ ۱۹۵۵ء میں بھی اس طرف توجہ دلائی ہے۔

ناظر بیت المال ربوہ

ضروری یاددہانی

از حضرت مرزا شریف احمد صاحب ربوہ

الفضل مورخہ ۲۹ مارچ میں "تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں ایک مفید تجویز" کے عنوان کے ماتحت میری طرف سے ایک مختصر سا نوٹ شائع ہوا ہے اس کا مقصد یہ تھا کہ احباب اس امر پر غور کر کے کہ ابتداء میں دنیا کے مختلف ممالک میں اسلام کس طرح پھیلا۔ صوفیا علماء اور دیگر مبلغین اسلام نے تبلیغ اسلام کے لئے کیا کیا طریق اور کون کون سے ذرائع اختیار کئے۔ اور گذارش کی گئی تھی کہ احباب اپنے اپنے علم اور تحقیق کی بناء پر ایسے حالات اور واقعات قلم بند کر کے نظارت ہذا کو مطلع کریں تاکہ انہیں ایک یا زیادہ ٹریکٹوں کی صورت میں شائع کیا جائے۔ جس سے تبلیغ اسلام کا شوق رکھنے والے احباب فائدہ اٹھا سکیں۔ مگر ایک ہفتہ ہونے لگا ہے کسی ایک دوست کی طرف سے بھی اس بارہ میں کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ میں اس کو احباب کی عدم توجہ پر محمول نہیں کرتا۔ مجھے امید ہے کہ احباب اس بارہ میں تحقیق کر رہے ہوں گے۔ احباب جماعت میرے نوٹ کو مدنظر رکھ کر مطلوبہ حالات سے مطلع فرمائیں۔

(خاکسار مرزا شریف احمد)

حضور ایدہ اللہ کے لئے دعائیں اور صدقات

سیکرٹری صاحبہ لجنہ اماء اللہ سیالکوٹ شہر تحریر فرماتی ہیں:۔ "جس وقت حضور کی بیماری کا سنا اسی وقت تمام حلقہ جات سے چندہ کر کے ایک بکرا بطور صدقہ ذبح کیا گیا۔ حضور کی بیمار پرسی کی ایک تار ربوہ دی۔ بعض فاقہ زدوں کو نقدی بھی دی گئی اور دس روپے حضور کی خدمت میں ارسال کئے کہ حضور خود اپنے ہاتھ سے صدقہ دیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ حضور ایدہ اللہ کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔"

باہمی سلامتی کے پروگرام میں ایشیائی امداد پر خاص توجہ دی جائے گی

واشنگٹن ۲۲ اپریل۔ صدر آئزن ہاور نے کہا ہے۔ کہ دنیا کی سلامتی اور استحکام کو فوری خطرات اس وقت ایشیا میں مرتکز ہیں۔ انہوں نے امریکی کانگرس سے کہا ہے۔ کہ باہمی سلامتی کے امدادی پروگرام کے لئے ساڑھے تین ارب ڈالر منظور کرے۔ جس میں ایشیا کی امداد پر زور دیا جائے۔ صدر آئزن ہاور نے امریکی کانگرس کو ایک خاص پیغام بھیجا۔ جس میں صدر نے کہا۔ کہ انہوں نے جس پروگرام کی سفارش کی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یورپ کی حالت بے حد سدھر گئی ہے۔ اور اب ایشیاء کی امداد کی اشد ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا۔ "میں اس پروگرام کو حقیقت پسندانہ اور روشن خیالی پر مبنی قومی پالیسی کا جزو لاینفک سمجھتا ہوں۔" صدر آئزن ہاور نے اپنے پیغام میں کولمبو پلان کے مشاورتی ادارے کی پیش قدمی کا خیر مقدم کیا اور اس بات پر زور دیا کہ امریکہ کو اقوام متحدہ کے فنی امداد کے پروگرام میں برابر شریک رہنا چاہیئے۔ انہوں نے کہا۔ ہمارے قومی اقدام کے پروگرام اقوام متحدہ کے اسی طرح کے اقدام کے کسی طرح بھی بدل نہیں ہیں۔ انہوں نے کہا ہر وہ مؤثر تدبیر اور اقدام جو کسی انسانی مسئلہ پر اقوام متحدہ کے ذریعے اختیار کیا جاتا ہے۔ دنیا میں امن کے بدیہی امکانات کو بہتر بنا دیتا ہے۔

فارموسا کو اقوام متحدہ یا کولمبو طاقتوں کی تولیت میں دیا جائے

بانڈونگ ۲۲ اپریل۔ لنکا کے وزیر اعظم سر جان کوٹلہ والا نے کہا ہے۔ کہ فارموسا کو اقوام متحدہ یا کولمبو طاقتوں کی تولیت میں دے دیا جائے۔ جنہوں نے افریقی ایشیائی کانفرنس بلانے کا اہتمام کیا ہے۔ ان ملکوں کے نام یہ ہیں۔ پاکستان۔ بھارت۔ انڈونیشیا برما اور لنکا۔ سر جان کوٹلہ والا نے کہا ہے۔ کہ فارموسا کو اس وقت اقوام متحدہ یا کولمبو طاقتوں کی تولیت میں رکھا جائے۔ جب تک رائے شماری سے فارموسا کے مستقبل کا فیصلہ نہیں ہو جاتا۔ انہوں نے یہ بھی کہا ہے۔ کہ فارموسا اور کمیونسٹ چین کے درمیانی سمندر کے ڈیڑھ سو میل چوڑے علاقے کو آرملو علاقہ قرار دیا جائے۔ تاکہ کومنتانگ کی فوجیں متسو اور کیموے اور دوسرے ساحلی جزیروں کو بلا روک ٹوک خالی کر سکیں۔

ایتھنز ۲۲ اپریل۔ یونان میں لبرل ڈیموکریٹک یونین کے نام سے ایک نئی سیاسی پارٹی قائم کی گئی ہے۔ اس کے صدر موفو کلز دینیلیز ملویں جو لبرل پارٹی کی صدارت سے مستعفی ہو گئے ہیں۔

دونوں حکومتیں ویزا کی پابندیاں ختم کرنے پر غور کر رہی ہیں

منٹگمری ۲۲ اپریل۔ بھارت کے وزیر خوراک مسٹر اجیت پرشاد جین نے یہاں اعلان کیا ہے۔ کہ دونوں ملکوں کے درمیان ویزا کی پابندیاں ختم کرنے اور سفر کے دوسرے مراعات دینے کی تجویزیں دونوں حکومتوں کے زیر غور ہیں۔ جس کے متعلق جلد ہی کوئی سرکاری اعلان کر دیا جائے گا۔ مسٹر اجیت پرشاد اس دعوت میں تقریر کر رہے تھے جو منٹگمری روٹری کلب کی طرف سے بھارتی مہمانوں اور ہاکی ٹیم کے اعزاز میں دی گئی تھی۔ جس میں راجہ غضنفر علی خاں۔ مسٹر این۔ ڈی۔ راؤ بھارتی ڈپٹی ہائی کمشنر مقیم لاہور۔ مسٹر عبد الرحمٰن پاکستانی ڈپٹی ہائی کمشنر مقیم جالندھر مسٹر ایس این عالم (سکرٹری جنرل پولیس پنجاب) مسٹر اور مسز رام سنگھو کمانڈنٹ مشرقی پنجاب آرمڈ پولیس دوسرے سول اور فوجی افسروں اور معززین شہر نے شرکت کی

مسٹر جین نے مزید کہا۔ کہ ہاکی میچ کے موقع پر لوگوں کا جوش و خروش اور باہمی اخوت کا جذبہ ان کے توقعات سے کہیں بڑھ کر تھا۔ اور وہ اس کی کئی خوشگوار یادیں واپس لے جائیں گے۔

بقائے امن کا انحصار اجتماعی سلامتی پر ہے

کانفرنس میں حبشہ کے وزیر خارجہ کی تقریر

بانڈونگ ۲۲ اپریل۔ حبشہ کے وزیر خارجہ نے یہاں ایشیائی افریقی کانفرنس کو بتایا۔ کہ بقائے امن کا دارومدار اجتماعی سلامتی کے قیام اور اس کی برقراری پر ہے۔ حبشہ کے نمائندے نے مندوبین کو یاد دلایا۔ کہ جارحیت کے خلاف اجتماعی اقدام کی سلامتی سے بہرور ہونے کی مشترکہ ذمہ داریوں کے بارے میں قول و فعل کے ساتھ غیر متزلزل وفاداری ہی ہے۔ جس کے برتے پر دنیا امن کا ایک نیا دور شروع کرنے کی امید کر سکتی ہے۔ حبشہ کے نمائندہ کی تقریر لبنان کے جناب سمیع صالح کی تقریر کی صدائے بازگشت تھی۔ جس میں انہوں نے اقوام عالم کے درمیان رواداری کے جذبہ پر زور دیا گیا تھا۔

مشہور سائنس دان آئن سٹائن

مشہور سائنس دان ڈاکٹر البرٹ آئن سٹائن نے پرنسٹن (امریکہ) ۱۸ اپریل کو ۷۶ سال کی عمر میں وفات پائی۔ ڈاکٹر آئن سٹائن کو فزکس میں نوبل ۱۹۲۱ء میں ملا تھا۔ کئی سالوں سے وہ گوشہ نشینی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ اور صرف پرنسٹن یونیورسٹی کے ادارہ ایڈوانسڈ سٹڈیز سے وابستہ تھے۔

ڈاکٹر آئن سٹائن ۱۴ مارچ ۱۸۷۹ء میں ایک یہودی گھرانے میں پیدا ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنے بچپن کا بیشتر حصہ میونخ میں بسر کیا جہاں ان کے والد ایک بجلی اور فنی ادارہ کے مالک تھے۔ اور وہ اسی جگہ مستقل طور پر آباد ہو گئے تھے۔ ان کا خاندان ۱۸۹۴ء میں جرمنی سے ترک وطن کر کے اٹلی میں چلا گیا۔ آئن سٹائن نے ثانوی تعلیم سوئٹزرلینڈ میں حاصل کی۔ جس زمانہ میں وہ اعلےٰ یونیورسٹی تعلیم حاصل کر رہے تھے وہ اپنے اخراجات کی تکمیل کے لئے زیورچ کے ایک فنی ادارہ میں ریاضی اور فزکس بھی پڑھاتے تھے۔ یہ سلسلہ ۱۹۰۱ء تک جاری رہا۔ اس کے بعد وہ ایک اور سکول میں ایک سال تک ٹیوٹر کے منصب پر مامور ہو گئے۔

۱۹۰۱ء میں آئن سٹائن برن (سوئٹزرلینڈ) کے فنی ادارہ کے شعبہ پیٹنٹ کے نگران مقرر ہوئے اس دوران انہوں نے سوئیس شہریت قبول کر لی تھی اور یہ حیثیت ۱۹۰۹ء تک جاری رہی۔ اسی اثناء میں انہوں نے زیورچ یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کی سند حاصل کی اور فزکس کے متعلق اپنے تحقیقاتی مضامین شائع کئے۔ سائنسی اور علمی حلقوں میں ان مضامین کو بڑی قدر و وقعت کی نگاہ سے دیکھا گیا۔ اور ۱۹۰۹ء میں انہیں زیورچ یونیورسٹی میں نظریاتی طبعیات کا خاص پروفیسر مقرر کیا گیا۔ ۱۹۱۱ء میں وہ پراگ کے ایک اعلےٰ فنی ادارہ میں پروفیسر مقرر ہوئے جہاں سے ایک سال بعد پھر زیورچ میں واپس بلا لئے گئے

جرمنی میں

۱۹۱۳ء میں یورپ کے سائنسی حلقوں میں ان کی اتنی قدر و منزلت پیدا ہو گئی تھی کہ برلن یونیورسٹی میں ڈاکٹر آئن سٹائن کے لئے ایک خاص منصب قائم کیا گیا اور وہ قیصر ولیم فزیکل انسٹی ٹیوٹ کے ڈائریکٹر مقرر ہوئے۔ جلد ہی وہ جرمنی کی رائل سائنس اکاڈیمی کے رکن بھی منتخب ہو گئے اور ان کیلئے اتنا وظیفہ مقرر کر دیا گیا کہ وہ کوئی دوسرا کام کئے بغیر اپنا سارا وقت اور توجہ فزکس میں تحقیقات کے لئے وقف کر سکیں۔ ۱۹۲۱ء میں وہ برطانیہ کی رائل سائنس سوسائٹی کے غیر ملکی رکن منتخب کئے گئے۔ اس سے پہلے ہالینڈ اور ڈنمارک کی سائنس اکاڈمیاں بھی انہیں اس اعزاز کیلئے منتخب کر چکی تھیں۔ جنیوا مانچسٹر، راسٹوڈک اور پرنسٹن کی یونیورسٹیوں نے انہیں اعزازی ڈگریاں پیش کیں۔ ۱۹۲۱ء میں انہوں نے نوبل پرائز بھی حاصل کیا۔ ان کے نظریہ اضافیت کی وجہ سے برطانیہ کے دوسرے سائنسی اداروں نے بھی انہیں رکنیت پیش کی

ڈاکٹر سٹائن نے فزکس کے میدان میں جو تحقیقات کی اس کی وجہ سے دنیا کے علمی و سائنسی حلقوں میں وہ کسی تعارف کے محتاج نہیں رہے تھے انہوں نے فزکس کے مختلف شعبوں میں جو نئے نظریات پیش کئے۔ وہ مزید تحقیقات کا سرچشمہ ثابت ہوئے۔ ان کی شہرت کا سبب ان کا نظریہ اضافیت ہے اور اس سلسلہ میں انہوں نے اپنے نتائج تحقیقات ۱۹۰۵ء میں شائع کئے تھے اور اضافیت اور زمان و مکان کے تصورات پر بحث کی تھی۔ ابتداء میں بہت سے لوگوں نے اسے مضحکہ خیز قرار دیا۔ لیکن ۱۹۱۲ء تک جرمنی کے سائنسی حلقوں میں اسے بڑی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا تھا۔ آئن سٹائن کی علمی خدمات نظریۂ اضافیت تک محدود نہ رہیں۔ اس سے پہلے انہوں نے حرکت کے متعلق ایک اسی سالہ پرانی الجھن کو بھی دور کیا تھا۔ اس کے ساتھ انہوں نے بعض اور قدیم لیکن پیچیدہ نظریات کی بھی توجیہہ و وضاحت کی۔ ۱۹۰۵ء، ۱۹۰۹ء اور ۱۹۱۱ء میں انہوں نے مسلسل اپنے تحقیقی مقالات سے دنیائے سائنس میں ہلچل پیدا کر دی۔ آئن سٹائن نے روشنی کے متعلق جو تحقیقات کی وہ بھی قابل قدر اور وقیع ہے ۱۹۰۷ء میں انہوں نے گرمی کے متعلق تحقیقات کا نچوڑ پیش کیا۔ ۱۹۱۷ء میں انہوں نے ایٹم کی ریڈی ایشن کے متعلق نئے تصورات پیش کئے۔ اس دوران ان کے تحقیقاتی مقالات یورپ اور امریکہ کے ممتاز سائنسی جرائد کی زینت بنتے رہے۔

جرمنی سے جلاوطنی

پہلی جنگ عظیم کے بعد جرمنی میں یہودیوں کے خلاف نفرت کی تحریک ابھرنے لگی تھی۔ اس تحریک کو ہٹلر نے بے حد فروغ دیا۔ اس کے اثرات کے پیش نظر آئن سٹائن اب امریکہ اور برطانیہ میں زیادہ کشش محسوس کرنے لگے تھے۔ ۱۹۳۳ء میں جرمنی سے باہر وہ خطبات کے لئے دورہ کر رہے تھے کہ ہٹلر نے انہیں قیصر ولیم انسٹی ٹیوٹ سے علیحدہ کر دیا اور پرنسٹن یونیورسٹی (امریکہ) کے انسٹی ٹیوٹ فار ایڈوانسڈ سٹڈیز میں ریاضی کے پروفیسر مقرر کئے گئے اور اسی جگہ انہوں نے باقی عمر بسر کر کے اس دار فانی سے کوچ کیا ہے۔

سائنسی تحقیقات کے علاوہ ان کی دوسری ممتاز تصانیف یہ ہیں۔ "کائنات کے معمار" "دنیا میری نظر میں" "صیہونیت کے متعلق" "جنگ کیوں"

(نوائے وقت ۲۱ اپریل)

مشرقی پاکستان میں ابھی پارلیمانی حکومت کی بحالی کا کوئی امکان نہیں

دو مرکزی وزراء متحدہ محاذ کے رہنماؤں سے بات چیت کے بعد کراچی واپس آگئے

کراچی ۲۳ اپریل۔ گذشتہ دنوں جو مرکزی وزراء مشرقی بنگال کے سیاسی رہنماؤں سے بات چیت کرنے کے لئے ڈھاکہ گئے تھے۔ ان میں سے دو وزراء میجر جنرل سکندر مرزا اور مسٹر حسین شہید سہروردی کل کراچی واپس پہنچ گئے ہیں۔ وزیر محنت ڈاکٹر اے۔ ایم مالک جو ابھی ڈھاکہ میں ایک روزہ اور قیام کرنے والے تھے وہ بھی اسی طیارے میں کراچی واپس آگئے ہیں۔

کراچی کے ہوائی اڈے پر اخباری نمائندوں سے بات چیت کرتے ہوئے وزیر داخلہ میجر جنرل سکندر مرزا نے کہا کہ موجودہ حالات کے تحت مشرقی بنگال میں ابھی پارلیمانی حکومت کی بحالی کا کوئی امکان نہیں۔ انہوں نے کہا کہ جب تک مشرقی بنگال کے عوام چاہیں وہاں دفعہ ۹۲ الف نافذ رہے گی۔

ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے میجر جنرل سکندر مرزا نے کہا کہ متحدہ محاذ پارٹی میں مسٹر فضل الحق کا گروپ دستوری کنونشن کی تجویز سے تعاون نہیں کر رہا ہے۔ لیکن خیال ہے کہ مسٹر سہروردی کا گروپ تعاون کرے گا۔ انہوں نے کہا کہ مسٹر فضل الحق گروپ کے اپنے نظریات ہیں۔

۳۰۰ تعلیم یافتہ افغان جیلوں میں

کابل ۲۳ اپریل۔ تین سو تعلیم یافتہ افغان اس وقت کابل کی مازنگ جیل میں پڑے سڑ رہے ہیں۔ انہیں دو سال قبل گرفتار کیا گیا تھا اور اب تک ان پر مقدمہ نہیں چلایا گیا۔

افغانستان سے پاکستانی عورتوں اور بچوں کی واپسی

کراچی ۲۳ اپریل۔ افغانستان سے پاکستانی خواتین اور بچوں کو واپس پہنچانے کا کام مکمل ہو گیا ہے۔ اور عورتوں اور بچوں کا آخری قافلہ کل پشاور پہنچا۔ اس قافلہ کے انچارج کابل میں پاکستانی سفارت خانہ کے ملٹری اتاشی کرنل مظہر الحق تھے۔ سفارت خانہ کے سیکنڈ سکرٹری مسٹر عطاء اللہ پاکستانی کنبوں کو پاکستان میں ان کی منزل مقصود تک پہنچا دیں گے۔

لنڈن ۲۳ اپریل۔ برطانیہ۔ فرانس اور امریکہ نے کل روس کو تجویز پیش کی ہے۔ کہ مئی کو ان کے سفیروں کی ملاقات وائنا میں ہو۔ جہاں وہ آسٹریا سے قبضہ کے متعلق معاہدہ کی تفصیلات طے کر سکیں۔ سفیروں کی یہ کانفرنس وزراء خارجہ کی اس کانفرنس سے قبل منعقد ہو رہی ہے جس کے بارے میں اسی ہفتہ روس کو تجویز پیش کی گئی۔

درخواستہائے دعاء

(۱) عزیزم شیخ احمد علی صاحب کے خلاف ایک فوجداری کیس ہے جس کی تاریخ ۲ مئی ۵۵ء مقرر ہے احباب سے درخواست دعا ہے۔

فضل الرحمٰن حکیم افسر لنگر خانہ ربوہ

(۲) مکرم محمد سعید سلیم صاحب دار التجلید لاہور کا بچہ ادریس احمد کے بازو کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے احباب کی خدمت میں بچے کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعاء کی درخواست کرتے ہیں۔

پنجاب سے دستوری کنونشن کے نمائندوں کا انتخاب مرکزی قیادت کے سپرد کر دیا گیا

پنجاب لیگ اسمبلی پارٹی کی قرارداد۔ مرکزی قیادت پر کامل اعتماد کا اعلان

لاہور ۲۳ اپریل۔ پنجاب مسلم لیگ اسمبلی پارٹی نے پاکستان کی مرکزی قیادت کو اختیار دیا ہے۔ کہ وہ پنجاب سے مجوزہ دستوری کنونشن کے انتخاب کے سلسلہ میں نام تجویز کرے۔ پارٹی ان ناموں کو بعینہٖ بلا تامل منظور کرے گی۔ لیگ اسمبلی پارٹی نے کل شام اس سلسلہ میں متفقہ طور پر جو قرارداد منظور کی ہے۔ اس میں پر زور سفارش کی گئی ہے۔ کہ اس مقصد کے لئے صرف ایسے اصحاب کے نام تجویز کئے جائیں۔ جن کی ایک یونٹ کی سکیم کے حق میں وفاداری نمایاں اور شک و شبہ سے بالا ہو۔ اور جو اس پوزیشن کو سیاسی سودا بازی اور ذاتی ترقی کا ذریعہ نہ بنائیں۔ مسلم لیگ اسمبلی پارٹی کا اجلاس دستوری کنونشن کے ارکان کے انتخاب کے مسئلہ پر غور کرنے کے لئے کل پانچ بجے شام اسمبلی چیمبر کے کمیٹی روم میں منعقد ہوا۔ پارٹی کے ۱۷۵ ارکان میں سے ۱۵۱ ارکان نے شرکت کی دو مرکزی وزراء کرنل عابد حسین اور سردار ممتاز علی خاں بھی اجلاس میں موجود تھے۔

سفر یورپ کیلئے خصوصی دعاؤں کی تحریک

(بقیہ صفحہ ۲)

وہاں یہ بھی ضروری ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی رحمت کی وسعت کو پیش نظر رکھ کر دعا کی جائے۔ بندہ جس قدر اس کی رحمت کو وسیع خیال کرتے ہوئے اس سے اپنی مراد مانگتا ہے۔ خدا تعالےٰ بھی اسی کے مطابق اس کی دعائیں کو قبول کرتا ہے۔ چنانچہ حدیث قدسی ہے۔ کہ انا عند ظن عبدی بی۔ یعنی میرا اپنے بندے سے سلوک اسی کے مطابق ہوتا ہے۔ جو وہ میرے متعلق گمان رکھتا اور مجھ سے توقع رکھتا ہے۔ پس اللہ تعالےٰ کی ذات اور اس کی بے پایاں صفات کا جس قدر صحیح تصور قائم کر کے ہم اس سے مانگیں گے۔ اسی قدر وہ ہم پر اپنے افضال نازل فرمائیگا۔ خطبہ کے دوران آپ نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۵ اپریل ۱۹۵۵ء میں سے دعا کی اہمیت پر حسب ذیل اقتباس بھی پڑھ کر سنایا۔

"میں جاتے ہوئے دوستوں کو نصیحت کرنا چاہتا ہوں۔ کہ ہمارے پاس ایک ایسا خزانہ ہے۔ جو کسی کے پاس نہیں ہے اور وہ خزانہ دعا کا ہے۔ ہم نے ہمیشہ اس سے پہاڑ اڑتے اور سمندر خشک ہوتے دیکھے ہیں۔ اس خزانے کو مضبوطی* سے پکڑو اور ہاتھ سے جانے نہ دو۔ ورنہ اس کی مثال ایسی ہوگی جیسے کسی کو سونے کی کان ملے۔ اور وہ اسے چھوڑ کر سمندر کے کنارے کوڑیاں چننے کے لئے چلا جائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔ اور ہر حالت اور ہر موقعہ پر اور ہر زمانہ میں آپ لوگوں کے ساتھ ہو۔"

تجارتی نرخ

لاہور مارکیٹ

ماش ثابت ۷ روپے فی سیر۔ مونگ ثابت ۷ روپے فی سیر۔ مسور ثابت ۷ روپے فی سیر۔ چنے ۴ روپے فی سیر۔ کابلی چنے ۶ روپے فی سیر۔ گندم ۱۲/- روپے فی من۔ آٹا ۱۲/- فی من۔ گڑ ۲ روپے فی سیر۔ شکر ۷ روپے فی سیر۔ چینی دیسی ۱/- روپیہ فی سیر۔ تیل ناریل ۳/۸/- فی سیر۔ تیل تلی ۲/- روپے فی سیر۔ سرخ مرچ ۱/۸/- روپیہ فی سیر۔ نمک ۲۰ روپے فی سیر۔ ہلدی ۳/- روپے فی سیر۔ خشک میوہ:۔ بادام ۱/۸ روپیہ فی سیر۔ سوگی ۱/۸/- روپیہ فی سیر۔ کھوپرہ ۸/۴ روپے فی سیر۔ پستہ ۱۱/- روپے فی سیر۔ گری بادام ۶/- روپے فی سیر۔